بسم اللہ الرحمن الرحیم
والعصر ان الانسان لفی خسر

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر

پشاور
پاکستان

Monthly
AL - ASAR
Peshawar

مدیر مسئول
مفتی غلام الرحمن

شعبان ۱۴۱۵ھ / جنوری ۱۹۹۵ء

جامعہ عثمانیہ نوتھیہ روڈ پشاور

Scanned with CamScanner

سلسلۂ مطبوعات (۴)

وعیشنا علیٰ سنۃ المصطفیٰ وما توا علیٰ سنتنا مرشدینا

اسلام اور قوالی

جدید

○ سماع اور شعر گوئی سے قوالی تک ○ قوالی اور قوال ماضی اور حال کے آئینہ میں ○ مزارات، درگاہوں اور مقدس مقامات پر قوالی کے نام سے تسلیم الہی کا تقابلی مطالعہ ○ قرآن وحدیث اور مجیب ذخائر کی روشنی میں کے کامیاب تجربہ کی داستان عام فہم زبان میں ○ عرس و چند دیگر مروجہ بدعات کا شرعی جائزہ اور موضوع سے متعلق دیگر تحقیق و تجزیہ ○ قدیم اور عصر حاضر کے نامور فقہاء، علماء اور ارباب فکر ونظر کی اہم مسائل پر تحقیقی تبصرہ ○ آراء کا حسین مجموعہ

◎

تالیف: مفتی حفیظ الرحمٰن

افتتاحیہ: شیخ القرآن، مولانا سعید الرحمٰن (خطیب صاحب) اوگی

پیش لفظ: مفتی غلام الرحمٰن دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

◎

المکتبۃ العلمیۃ نزد دارالعلوم سعیدیہ

اوگی ضلع مانسہرہ ہزارہ صوبہ سرحد پاکستان

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان ماہنامہ

العصر
پشاور پاکستان

جنوری ۱۹۹۵ء شعبان ۱۴۱۵ھ
جلد ۱ شمارہ ۱

مجلس ادارت
- سرپرست: شیخ الحدیث مولانا سید شبیر علی شاہ پی ایچ ڈی مدینہ منورہ
- مدیر مسئول: مفتی غلام الرحمن
- نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی
- ناظم: مفتی فضلِ خالق

فہرست مضامین

صدائے عصر	مدیر مسئول	۲
قضاء و افتاء کی اہمیت	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۵
باب الاسلام پر بھارتی ثقافت کی یلغار	ادارہ	۷
مکی زندگی کا ایک ورق	مولانا محمد ادریس کاندھلوی	۹
اسلام کا نظام عدل و انصاف	مولانا عبدالمعبود	۱۴
بڑھاپے کی تضحیک و تذلیل	پروفیسر محمد سلیم	۲۰
عذاب قبر میں مساوات	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۲۴
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطور تاجر	ڈاکٹر لیاقت علی نیازی	۳۰
بزم رفتگاں	ادارہ	۳۸
اخبار الجامعہ	مولانا ذاکر حسن نعمانی	۳۹

بدلِ اشتراک
فی پرچہ ۶ روپے
سالانہ اندرون ملک: ۵۰ "
بیرون ملک: ۱۰ ڈالر

رابطہ
فون دفتر: ۲۷۳۵۶۱-۰۵۲۱
گھر: ۷۶۱-۰۵۲۴۹

خط و کتابت:
ماہنامہ العصر پوسٹ بکس نمبر ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیل زر:
ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۸۸۷
یونائیٹڈ بنک
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر: مفتی غلام الرحمن
طابع: منظور عام پریس پشاور
مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ نزد
کوٹلہ محسن خان نوتھیہ روڈ پشاور صدر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"جامعہ عثمانیہ پشاور" کا ایام شیر خوارگی (یعنی دو سالوں) میں ایک دینی علمی تحقیقی اصلاحی اور فکری مجلّہ کے اجراء کا اقدام رب کائنات کے فضل و کرم، اساتذہ کرام کی مخلصانہ دعاؤں، بے لوث خدام دین کے نیک جذبات اور رفقاء کرام کے جرات آمیز اور حوصلہ مند مشوروں اور تجاویز کا مرہون منت ہے۔ اس قلیل مدت میں ایک بامعنی کوشش کی رہبری و رہنمائی فرما کر جنوری 1995ء سے اس طویل سفر کے لیے رخت سفر باندھنے کی توفیق بخشا اس "ربک الاکرم" کی کرم نوازی ہے جس نے محسن کائنات حضرت محمد ﷺ کو اولین موقعہ معرفت پر "الذی علم بالقلم" سے اس کی اہمیت و ضرورت واضح فرمائی۔

یومیہ، ہفتہ وار، ماہناموں اور سہ ماہی مجلّات کی بہتات کے باوجود ماہنامہ "العصر" کا اضافہ یقیناً" اس سوچ و فکر کو ابھارتا ہے کہ علمی دنیا میں شائع ہونے والے رسالوں کی کثرت کے باوجود نیا مجلّہ نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن ان پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالنے سے یہ حقیقت خود بخود کھلتی ہے کہ بے دینی، و بے حیائی اور شیطانی محنت کی یلغار کے سامنے دینی مجلّات کی موجودہ مقدار آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ موجودہ دور میں جہاں "قلم" کی حکمرانی ہے جس کی پرکشش خبروں، بے لاگ تبصروں اور سیاسی تجزیوں سے حکومتوں کے نصب وعزل کے فیصلے ہوتے ہیں۔ گویا قلم آج کے دور کا وہ عظیم خود کار اسلحہ ہے۔ جس سے لوگ جہاں چاہیں جیسے چاہیں۔ استعمال سے دریغ نہیں کرتے۔ ایسی حالت میں ذہن سازی، فکری آبیاری اور دینی ماحول بنانے کے لیے اس کی ضرورت اور زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ تاکہ مسلمانوں کے اعتقادی اور عملی ایمانی دولت پر شیطانی قوت حملہ اور نہ ہو سکے۔ اس لئے کہ ہر دینی مجلّہ اسلامی اقدار کے تحفظ کا ضامن ہے۔

"العصر" ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے اس فوج ظفر موج میں اپنے نام کا اندراج سعادت سمجھ رہا ہے۔ مستقبل کے پروقار سفر کے لیے اپنے اہداف کا تعین یوں کرتا

Scanned with CamScanner

اگر رب کائنات کی مہربانیوں نے دستگیری کی۔ اہل فہم و دانش اور ارباب قلم کی توجہات سے محروم نہ رہے۔ اور مخلص رفقاء کی قلبی اور حسب استطاعت مالی رفاقت و ہمدردی نے ساتھ نہ چھوڑا۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ "العصر" ایمان، عمل صالح، دعوت و تبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ کے آزمودہ نسخہ اور فلاح کا علمبردار ہوگا۔ جسکا (الا الذین امنو وعملو الصلحت و تواصوابا الحق و تواصوا بالصبر- میں تعین کیا گیا ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

Just
Give A Chance To Serve
You In

SARHAD PROCESS, &
COMPUTER COMPOSING CENTRE

Press Market. Mohalla Jangi
Babu Haider Road,
Peshawar City
☎219159

خدمت میں پیش پیش

صوبہ سرحد میں پرنٹنگ کا اپنی طرز کا واحد ادارہ

سرحد (پریس) پراسیس

کمپیوٹر کمپوزنگ (اردو-انگلش-فارسی-پشتو-عربی)
اینڈ فوٹوسٹیٹ سینٹر

پریس مارکیٹ محلہ جنگی
بابو حیدر روڈ پشاور شہر

فون نمبر ۲۱۹۱۵۹

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

قضاء وافتاء کی اہمیت

دینی مناصب و فرائض اگرچہ سب اہم' نازک اور عظیم ذمہ داری کے کام ہیں اور ان کے لیے بڑی صلاحیتوں' علم و باخبری اور احساس ذمہ داری کی ضرورت ہے' اگر وہ علمی ہیں (مثلاً" تدریس و تعلیم' تفسیر قرآن' شرح حدیث' عقائد و احکام' اور اصول حقائق اسلام پر تصنیف و تالیف یا بحث و تحقیق تو ان کے لئے وسیع مطالعہ عمیق غور و فکر اساتذہ کاملین اور علماء راسخین کی معتدبہ صحبت اور تربیت کی ضرورت ہے علماء نے تفسیر و حدیث اور تعلیم و تدریس کے شرائط مختلف کتابوں میں تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں اور بتایا ہے کہ ان فرائض کو انجام دینے کیلئے کتنے علوم سے واقفیت اور کن شرائط کے تحقق کی ضرورت ہے اور ان کے بغیر ان فرائض کی ادائیگی میں کیسے خطرات اور اپنے اور دوسروں کے لئے کس ضرر کا اندیشہ ہے علوم و علماء کے آداب اور مقدمات کتب میں ان صفات و شرائط کا بار بار ذکر کیا گیا ہے۔

لیکن ان فرائض اور دینی مناصب میں سب سے زیادہ وسیع و دقیق نازک اور پیچیدہ کام جس کے لئے صرف علم و ذہانت' مطالعہ کی وسعت' صلاح و تقویٰ' امانت و دیانت اور ذکاوت و ذہانت ہی کی ضرورت نہیں اس موضوع سے گہری مناسبت رسوخ فی العلم و رسوخ فی الدین' کتاب و سنت' فقہ و اصول' فقہ میں اختصاصی مہارت ہی کی ضرورت نہیں بلکہ طبع سلیم' فہم مستقیم' فطرت صحیحہ جس کو حقائق تک بلاکدو کاوش رسائی ہو جاتی ہو اور جس میں اعتدال و توازن کا مادہ ودیعت کیا گیا ہو۔ پھر قدیم و جدید علمی ذخیرہ پر اطلاع و واقفیت کے ساتھ اہل زمانہ کی طبائع سے بھی واقفیت' "عرف" سے بھی باخبری جس کو فقہاء نے بڑی اہمیت دی ہے اور اس کا الحاظ کیا ہے "تیسیر" کے حدود کی نگہداشت اور عموم بلوی کی صحیح تعریف اور اس کے لحاظ کے فقہی شرائط سے آگاہی اپنے زمانہ کے معاملات و عقود تعلقات کی نوعیت نو ایجاد چیزوں کی شرعی حیثیت' تغیرات زمانے اور ان کے شرعی احکام سے واقفیت اور ان کے لحاظ

کے حدود سے آگاہی اور سب سے بڑھ کر مقاصد شریعت اور حکمت تشریع کا علم
ضروری ہے جو استنباط مسائل کی روح اور قیاس و استحسان اور مطالع مرسلہ کی
اور پاسبان ہے - یہ علم جس کے لئے اتنی صفات و شرائط درکار ہیں اور جس کا
نازک اور پیچیدہ ہے "علم قضا و افتاء" ہے - اس لئے اس امت کے متورعین
میں ایسے نفوس قدسیہ بھی شامل ہیں جن کو اجتہاد کا درجہ بھی حاصل تھا - اس
کو قبول کرنے سے گریزاں، اور اگر اس کو قبول کرنا پڑا تو اس کے ادا کرنے میں
لرزاں و ترساں رہے اور اسکے آداب و شرائط پر بہت سے جلیل القدر علماء نے
پایہ کتابیں تصنیف کیں جن میں سے صرف ایک عظیم کتاب علامہ حافظ شمس الدین
ابن القیم الجوزی (صاحب زاد العماد) کی کتاب "اعلام الموقعین عن رب العالمین"
ذکر کافی ہے جو اس موضوع پر معلومات اور ہدایات کا بڑا خزانہ ہے اور جس میں
رسالت عہد خلافت راشدہ اور قرون مشہود لہا بالخیر کے قضاۃ اور اہل افتاء اور فقہاء
صحابہ و تابعین ااور ائمہ مجتہدین کی سیرت ان کے تورع و احتیاط اور ان کے وفور علم
ذکاوت کے صدہا واقعات بیان کیے گئے ہیں اور جس سے اہل قضا وافتا کو بڑی روشنی
بصیرت ہوتی ہے -

"مطالعہ قرآن" علوم قرآن کی اشاعت و تبلیغ کے لئے "العصر" کا مستقل حصہ ہوگا جس میں عصری تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے معاشرتی کمزوریوں اور بیماریوں کا علاج قدیم وجدید تفاسیر کے حوالہ سے کیا جائے گا۔

ادارہ کے سرپرست اعلی محدث کبیر اور نامور مفسر حضرت مولانا سید شیر علی شاہ صاحب پی ایچ ڈی مدینہ منورہ کے قلم سے ہم یہ سلسلہ شروع کرتے ہیں العصر کی مناسبت کی وجہ سے ابتداء کے لئے سورۃ العصر کا انتخاب کیا جاتا ہے ماہ مارچ کے شمارہ سے یہ حسین سلسلہ ملاحظہ ہو۔

Scanned with CamScanner

باب الاسلام پر بھارتی ثقافت کی یلغار

گرین پیس ویلفیئر کی ایک سروے رپورٹ کے مطابق صرف صوبہ سندھ میں ایک ماہ کے دوران دو کروڑ 45 لاکھ روپے کی بھارتی ویڈیو کیسٹس فروخت ہوئی ہیں جبکہ ایک کروڑ 35 لاکھ روپے کی بھارتی گانوں کی کیسٹس فروخت ہوئی ہیں۔ ایک دوسری اطلاع کے مطابق " اندرون سندھ بھارتی فلموں کو فروغ دینے کے لئے اس وقت دو ہزار چار سو ویڈیو سنٹر کام کر رہے ہیں۔ " بھارتی ویڈیو کیسٹس " یا " بھارتی گانوں کی کیسٹس ثقافت اور کلچر کا آئینہ ہے شاید اس سے کسی کو انکار نہیں کہ بھارتی ثقافت لا دینی ' عریانیت ' بے حیائی اور مادرپدر آزادی کے مجموعہ کا دوسرا نام ہے ہمارے اکثر نوجوان دل بہلانے کیلئے کسی یورپین پروگرام کی جگہ بھارتی فلموں کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ نفسیات اور خواہش پرستی کا یہ آزاد ملک دنیا کے آزاد خیال فنکاروں کا مرجع سمجھا جاتا ہے انڈین فلموں میں شرکت زندگی کا قابل قدر سرمائیہ باور کیا جاتا ہے گویا شیطان نے بھارت ہی کی سرزمین کو اپنی جولانگاہ بنایا ہے۔ اگرچہ ہمارا ملک اس کے بغیر بھی ڈش اینٹینا ویڈیو گیمز وکیسٹ جیسی لعنت کا شکار ہو کر بے دینی کی دلدل میں ایسا پھنسا ہوا ہے کہ اس سے نکلنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ لیکن صوبہ سندھ جیسے حساس علاقہ کو بھارتی ثقافت کی نمائش کا میدان بنانا قابل توجہ ہے یہ صوبہ پہلے سے علیحدگی پسند تنظیموں 'ڈاکوؤں' غنڈوں اور ملک دشمن عناصر کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ کہیں ریاستی حقوق کے حصول اور کہیں مستقل صوبہ بنانے کا نام لے کر باہمی دشمنی اور منافرت کی آگ بھڑکائی جارہی ہے آئے دن کراچی اور اندرون سندھ کے ناگفتہ بہ حالات اس کی غمازی کرتے ہیں چنانچہ ۱۹ جون ۱۹۹۲ء سے لیکر ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ء یعنی ۸۸۸ دنوں تک یہ علاقہ پورے ملک میں نام نہاد جمہوریت کے باوجود فوج کی چھتری اپنی حفاظت سمجھ رہا تھا اور فوج کے جانے کے بعد یہاں کشت وخون کا بازار گرم ہے بھارت ویسے بھی سندھ میں کشمیر جیسے حالات پیدا کرنے کا خواہاں ہے۔ چنانچہ پچھلے دنوں میں سندھ کے وزیر اعلیٰ سید عبداللہ شاہ کا انکشاف اس سلسلہ کی اہم کڑی ہے کہ کراچی میں ایک شادی کی تقریب میں بھارت کے صوبہ آسام کے گورنر نے کراچی کا

Scanned with CamScanner

خفیہ دورہ کر کے وزیر موصوف کو یہ دھمکی دی کہ
"پاکستان نے مسئلہ کشمیر پر شور مچانا بند نہیں کیا تو بھارت سندھ میں یہی صورت حال پیدا کر دے گا"
ارباب اختیار اور فرزندان ملک کو ایسی حالت میں ہوش کے ناخن لینے چاہئیں کہ کہیں بھارتی ثقافت کی یہ کھلی اجازت ایک صوبہ کی علیحدگی یا پورے ملک کو لے ڈوبنے کا سبب ثابت نہ ہو

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ولا نفعلها اللہ

دارالافتاء :- اس عنوان کے تحت ان حل طلب دینی سوالات کے جوابات دیئے جائینگے۔ جو آپ کو زندگی کے کسی شعبہ میں پیش آتے ہوں۔ اگر آپ کسی مسئلہ کے بارے میں معلومات چاہتے ہوں۔ تو مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرتے ہوئے جواب طلب کریں۔

(1) ایک خط میں صرف ایک سوال بھیجیں

(2) سوال کاغذ کے ایک صفحہ پر واضح اور خوش خط ہو۔

(3) سوال سے کسی مسلمان کی دل آزاری مقصود نہ ہو۔ اور نہ کسی شخص کی تذلیل و تحقیر کا موجب ہو۔

(4) سوال کرنے کا مقصد کوئی مناظرہ یا مجادلہ نہ ہو۔ بلکہ قرآن و حدیث اور فقہ حنفی کی رو سے معلومات مقصود ہوں۔

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ

مکی زندگی کا ایک ورق

قریش نے جب یہ دیکھا کہ اسلام کی علی الاعلان دعوت دی جارہی ہے اور کھلم کھلا بت پرستی کی برائیاں بیان کی جارہی ہیں تو قریش اس کو برداشت نہ کرسکے اور جو ایک خدا کی طرف بلا رہا تھا اس کی دشمنی اور عداوت پر کمربستہ اور توحید کے مقابلہ کے لیے تیار ہوگئے اور یہ تہیہ کر لیا کہ آپکو اس قدر تکلیف اور ایذاء پہنچائی جائے کہ آپ دعوت اسلام سے باز آجائیں۔

(1) معجم طبرانی میں منیب غامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا لوگوں کو یہ فرماتے تھے اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے مگر بعض بدنصیب تو آپ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ پر تھوکتے اور بعض آپؐ پر خاک ڈالتے۔ اسی طرح دوبھر ہو گیا اس وقت ایک لڑکی پانی لے کر آئی اور آپؐ کے چہرہ انور اور دست مبارک کو دھویا۔ میں نے دریافت کیا یہ کون ہے لوگوں نے کہا یہ آپ کی صاجزادی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

بخاری نے اس حدیث کو مختصراً ایسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ حدیث حارث بن حارث غامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا اے بیٹی تو اپنے باپ کے مغلوب اور ذلیل ہونے کا خوف مت کر۔ رواہ البخاری فی تاریخ و الطبرانی و ابونعیم۔ ابورزعہ دمشقی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے (1)

(2) طارق بن عبداللہ المحاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازار ذی المجاز میں دیکھا کہ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے اور ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا جس سے جسم مبارک خون آلود ہوگیا اور ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا۔ یاایھاالناس لاتطیعوہ فانہ

کذاب اے لوگو اس کی بات نہ سننا یہ جھوٹا ہے (رواہ ابن ابی شیبہ)
ایک شیخ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلواۃ و التسلیم کو ذو
المجاز میں دیکھا کہ یہ فرماتے تھے اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے اور ابوجہل ان
پر مٹی پھینکتا تھا اور یہ کہتا تھا اے لوگوں تم اس کے دھوکہ میں نہ آنا تم کو لات و
عزیٰ سے چھڑانا چاہتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس کی طرف ذرہ برابر بھی التفات
نہ فرماتے تھے۔ (4) عروہ بن الزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار عبداللہ بن
عمرو بن العاص سے کہا کہ مشرکین نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو جو تکلیف
پہنچائی ہو اس کا ذکر کرو تو عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ
ﷺ حطیم میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن میں
کپڑا ڈال کر اس قدر زور سے کھینچا کہ گلا گھٹنے لگا سامنے سے ابوبکر آگئے اور عقبہ کو
ایک دھکا دیا اور یہ آیت پڑھی۔

اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینات من ربکم
(بخاری شریف)

ترجمہ :۔ کیا تم ایک مرد کو اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے اور اپنی نبوت و رسالت کے واضح اور روشن دلائل تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لے کر آیا ہے۔

فرعون اور ہامان نے جب موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا تو فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص نے جو مخفی طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا یہ کہا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے اس قصہ کو سورۃ مومن میں ذکر فرمایا ہے۔

وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلا ان
یقول ربی اللہ الایۃ

ترجمہ :۔ کہا ایک مرد مسلمان نے فرعون کے لوگوں میں سے تھا اور اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا تم ایک مرد کو محض اس لئے قتل کیے ڈالتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

مسند بزار اور دلائل ابی نعیم میں محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اثناء خطبہ میں یہ فرمایا بتلاؤ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر کون ہے لوگوں نے کہا "آپ" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا حال تو یہ ہے جس کسی نے میرا مقابلہ کیا میں نے اس سے انتقام لیا۔ سب سے زیادہ شجاع تو ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ایک بار دیکھا کہ قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارتے جاتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں۔

انت جعلت الالهة الها واحدا

ترجمہ :۔ تو نے ہی تمام معبودوں کو ایک معبود بنا دیا۔

ہم میں سے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آپ کے قریب جائے اور آپ کو دشمنوں سے چھڑائے حسن اتفاق سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور دشمنوں کے غول میں گھس پڑے ایک مکہ اس کے اور ایک گھونسہ اس کے رسید کیا اور جس طرح اس مرد مومن نے فرعون اور ہامان کو کہا تھا۔

اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله ۔ الایۃ ۔ اسی طرح ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت کفار سے مخاطب ہو کر کہا۔

ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ

ترجمہ :۔ افسوس کیا تم ایسے مرد کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ کہکر رو پڑے اور یہ فرمایا میں تم کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آل فرعون میں رجل مومن افضل تھا یا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگ خاموش رہے پھر فرمایا خدا کی قسم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک گھڑی آل فرعون کے مرد مومن کی تمام زندگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ اس نے اپنے ایمان کو چھپایا اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار فرمایا۔(فتح الباری باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ من المشرکین .بمکۃ) نیز اس شخص نے فقط زبانی نصیحت پر کفایت کی اور ابوبکر نے زبانی نصیحت کے علاوہ ہاتھ سے آں حضرت کی نصرت وحمایت کی عبداللہ بن عمرو ابن العاص کی ایک روایت میں ہے جس کو امام بخاری نے خلق افعال العباد میں اور ابو یعلی اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ کہ جب دشمن علیحدہ ہوگئے تو آپ نے

یہ فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ ما ارسلت الیکم الا بالذبح

ترجمہ:۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم جیسوں کے ذبح کے لیے میں بھیجا گیا ہوں فتح الباری باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ من المشرکین بمکہ

اور دلائل ابی نعیم اور دلائل بیہقی اور سیرۃ ابن اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ آپ کے یہ فرماتے ہی کفار پر سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔ ہر شخص اپنی جگہ پر سرنگوں تھا۔ اس لیے کہ جانتے تھے کہ آپ جو فرماتے ہیں وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

مسند ابی یعلی اور مسند بزار میں حضرت انس سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ ایک دفعہ قریش نے آپکو اس قدر مارا کہ آپ بیہوش ہوگئے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ حمایت کے لیے آئے تو آپ کو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو لپٹ گئے۔ مسند ابی یعلی میں باسناد حسن حضرت اسماء بنت ابی بکر سے مروی ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو اس قدر مارا کہ تمام سر زخمی ہوگیا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ زخموں کی شدت کی وجہ سے سر کو ہاتھ نہ لگا سکتے تھے

(7) عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک بار میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔ آپ طواف فرما رہے تھے اور عقبۃ بن ابی معیط اور ابوجہل اور امیۃ بن خلف حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ کے سامنے سے گذرے تو کچھ نازیبا کلمات آپ کو سنا کر کہے۔ آپ دوسری بار ادھر سے گذرے تب بھی ایسا ہی کیا آپ تیسری بار گذرے پھر اسی قسم کے بیہودہ کلمات کہے تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا اور ٹھہر گئے اور یہ فرمایا کہ خدا کی قسم تم باز نہ آؤ گے۔ یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عذاب جلد نازل ہو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جو کانپ نہ رہا ہو آپ یہ فرما کر گھر کی طرف روانہ ہوئے اور ہم آپ کے پیچھے ہولیے اس وقت آپ نے ہم سے یہ فرمایا۔

ابشروا فان اللہ مظہر دینہ ومتم کلمتہ وناصر دینہ ان ھولاء الذین ترون ممن یذبح بایدیکم عاجلا فو اللہ لقد رایتھم ذبحھم

اللہ بایدینا الرجم الدار کلمنی (۱)

ترجمہ :۔ بشارت ہو تم کو اللہ اپنے دین کو یقیناً غالب کریگا اور اپنے کلمہ کو پورا کریگا اور اپنے دین کی مدد کریگا اور ان لوگوں کو جنکو تم دیکھتے ہو عنقریب ان کو اللہ تمہارے ہاتھ سے ذبح کرائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم نے دیکھ لیا کہ اللہ نے ان کو ہمارے ہاتھوں سے ذبح کرایا یہ روایت دلائل ابی نعیم میں بھی مذکور ہے اور مختصراً" فتح الباری ص ۱۲۰ میں بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے احباب بھی وہاں موجود تھے۔ ابوجہل نے کہا کوئی ایسا نہیں جو فلاں اونٹ کو اوجھ اٹھا لے تا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ میں جائے تو وہ اوجھ آپؐ کی پشت پر رکھ دے اس وقت قوم میں جو سب سے زیادہ شقی تھا یعنی عقبتہ بن ابی معیط وہ اٹھا اور ایک اوجھ اٹھا کر آپؐ کی پشت پر ڈال دی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا اور مشرکین ہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرے جاتے ہیں۔ اتنے میں حضرت فاطمہ الزہراء جو اس وقت چار پانچ سال کی تھیں دوڑی ہوئی آئیں اور آپؐ سے اوجھ کو ہٹایا۔ آپؐ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور قریش کے لیے تین بار بدعاء کی قریش لو آپ کی بدعاء بہت شاق گذری اس لئے کہ قریش کا یہ عقیدہ تھا کہ اس شہر میں دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ خاص طور پر ابوجہل اور عقبتہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف اور عقبتہ بن ابی معیط اور عمارۃ بن الولید کے لیے نام بنام بدعا کی جن میں سے اکثر جنگ بدر میں مقتول ہوئے۔ بخاری شریف کتاب الطہارت و کتاب الصلواۃ ایک روایت میں ہے کہ کپڑوں کی طہارت کا حکم یعنی وثیابک فطھر یہ آیت اسی واقعہ کہ بعد نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دو بدترین پڑوسیوں کے مابین رہتا تھا۔ ابولہب اور عقبتہ بن ابی معیط یہ دونوں میرے دروازے پر نجاستیں لاکر ڈالا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

اسلام کا نظام عدل و انصاف

(مولانا عبد المعبود راولپنڈی)

اسلام سے پہلے دنیا میں عدل و انصاف کا فقدان تھا مظلوم حصول انصاف کیلئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتا لیکن اس کی غربت و افلاس اسے محروم رکھتے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے جہاں ہر ایک چیز لی نوک پلک سنوار کر اسے اپنی اصلی حیثیت میں متعارف کرایا وہاں عدل گستری کی لازوال مثالی قائم فرمائی جس کی نظیر نہ تو اسلام سے پہل ملتی ہے اور نہ ہی اسلام کے سوا کسی اور مذہب و تہذیب میں کہیں اس کا نام و نشان نظر آتا ہے۔

اسلام کے نظام عدل و انصاف سے ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ معرض وجود میں آیا جس میں نہ کسی سے ظلم و زیادتی روا تھی اور نہ کسی کا استحصال ہوتا۔ ظلم و جور اور حق تلفی کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا گیا اور حصول انصاف میں بے اعتدالی دشواری پیچیدگی اور امیر غریب کی تفریق کو حرف غلط کی طرف مٹا دیا گیا۔ اسلامی معاشرہ میں عدل و احسان کو قائم رکھنے اور ہر کس ناکس کو اس سے بہرہ ور ہونے کیلئے دو چیزیں ناگزیر تھیں قانونی اصلاحات اور اخلاقی تعلیمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان دونوں پہلوں سے اسلامی معاشرے میں عدل و انصاف کا اہتمام فرمایا جرائم کی سزا اخلاق رذیلہ پر گرفت اخلاق فاضلہ کی حوصلہ افزائی اور اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنے کا ہر سطح پر اہتمام کیا عدل و قانون کا اقتضا ہے جبکہ احسان کرنا اور درگذر کرنا اخلاق کا مطالبہ ہے۔ قرآن مقدس کی وہ صریح آیات ملاحظہ ہوں جن میں عدل و انصاف کا اجمالی اور دستوری بیان ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھاالذین آمنو کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط المائدہ : 2

ترجمہ :۔ اے ایمان والو۔ اللہ واسطے انصاف کرو۔

پھر اس انصاف پر ایسی استقامت ہو۔ کہ کسی کی انتہائی دشمنی بھی تمہارے قدموں میں جنبش پیدا نہ کرسکے۔

لایجرمنکم شنان قوم علٰی ان لا تعدلو اعدلوا ھو اقرب

للتقویٰ واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون المائدہ: 2

ترجمہ:۔ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر آمادہ نہ کرے۔ تم انصاف کرو۔ پرہیزگاری کے قریب تریہی بات ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔

پہلے تو نفس عدل و انصاف کا وجوبی حکم دیا گیا اور پھر اس بات کی تاکید کی گئی کہ جب کوئی انصاف کی کرسی پر ممکن ہو تو پھر اس کی حیثیت صرف "منصف اور جج" کی ہو' تمام کدورتوں' عداوتوں' بغض و حسد اور جذبہ انتقام سے اس کا دل پاک اور دماغ صاف ہو۔ اگر بتقاضائے بشریت ایسی باتیں اس کے ذہن کو پراگندہ کرنے کی سعی نامشکور کریں' تو اسے یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ کل خدا کے حضور مجھے اپنے اعمال و اخلاق کا حساب و کتاب پیش کرنا ہے۔

مسند عدالت پر بیٹھنے کے بعد دوست و دشمن اس کی نظر میں برابر ہوں۔ اس کے پیش نظر صرف انصاف ہو۔ مقدمات کی ترتیب اور معاملہ کا نشیب و فراز جس صحیح نتیجہ تک پہنچائے۔ بے لاگ اس کا فیصلہ صادر کر دے۔ جذبات کی رو میں بہنا اور انسانی جذبہ انتقام سے متاثر ہونا۔ اس منصب عظیم کے سراسر منافی ہے۔

حافظ عمادالدین ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"کسی قوم کے ساتھ تمہارا بغض و کینہ تمہیں ان میں انصاف کرنے سے نہ روک سکے۔ بلکہ تمہارا شیوہ یہ ہو کہ تم ہر ایک کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو' خواہ وہ تمہارا دوست ہو یا دشمن۔

اگر تمہیں دشمن کی حق تلفی سے ڈر نہیں لگتا۔ تو اللہ سے تو ڈرو۔ کہ تم اس کے حقوق فراموش کرنے کی جرات کرو یا اس کے بندوں کے حقوق سے صرف نظر کرو۔ خواہ اسی وہم میں کیوں نہ ہو کہ تم انصاف پر قائم ہو"۔

قطع نظر اس سے کہ عداوت کی بنیاد جائز ہے یا ناجائز' بہرحال صورت عدل و مساوات کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے کی اجازت ہرگز نہیں ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یجرمنکم شنان قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا

ترجمہ:۔ جو قوم تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی۔ اس قوم کی دشمنی اس کا باعث نہ ہو کہ تم زیادتی کے مرتکب ہو۔

نہ کفار کا کفر اس راستہ میں مانع آئے اور نہ ظالم کا ظلم، بہر حال انصاف پر قائم رہنا ضروری ہے۔ عدل و انصاف ایسی بے بہا دولت ہے جس سے آسمان و زمین کا نظام برقرار ہے۔ جس انداز سے اس میں کمی ہوتی ہے۔ دنیاوی نظام میں برہمی رونما ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں اس کی بار بار تاکید فرمائی ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان اللہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھٰی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون النحل: 13

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ہر معاملہ میں انصاف اور نیکی اور اقربا کے ساتھ احسان کا حکم دیتا ہے۔ اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم سے منع کرتا ہے۔ تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔

بعض اوقات ماں باپ کی محبت کا تقاضا بے انصافی کا ہوتا ہے۔ اور کبھی رشتہ داروں کا دباؤ مجبور کرتا ہے کہیں امیر کی امارت اور عہدہ و منصب اور مالدار کی دولت آڑے آتی ہے۔ اور کبھی غریب و مفلس کی بے کسی انصاف کے قلم میں جنبش پیدا کرنا چاہتی ہے۔ مگر کرسی عدالت پر جلوہ نما ہونے کے بعد کسی کی بھی رورعایت یا کسی کو نظرانداز کرنا ہرگز جائز نہیں۔ منصف اور جج کا مقدس منصب اس سے انصاف کا مقتضی ہے۔ اور یہی گواہوں کا فریضہ بھی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ کسی کو نقصان پہنچے گا یا فائدہ حق و انصاف کے ساتھ گواہی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یایھاالذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علٰی انفسکم اوالوالدین والاقربین ان یکن غنیاء او فقیرا فاللہ اولٰی بھما فلا تتبعوا الھوٰی ان تعدلو۔ وان تلووا اوتعرضو فان اللہ بما تعملون خبیرا انساء: 135

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! انصاف کی حمایت میں کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ کے لئے گواہی

Scanned with CamScanner

دینا۔ اگرچہ تمہارا یا تمہارے والدین یا رشتہ داروں کا اس میں نقصان ہی ہو۔ وہ دولتمند ہوں یا محتاج، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ بس تم انصاف کی بات کہنے میں نفس کی پیروی نہ کرنا۔ اگر تم پہلو تہی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"اے ایمان والو! تمام معاملات میں۔ ادا کے وقت بھی اور فیصلہ کے وقت بھی انصاف پر خوب قائم رہنے والے۔ اور اقرار یا شہادت کی نوبت آئے۔ تو اللہ کی خوشنودی کے لئے سچی گواہی اور اظہار دینے والے رہو۔ اگرچہ وہ گواہی اور اظہار اپنی ہی ذات پر ہو۔ جس کو اقرار کہتے ہیں۔ یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو۔ اور گواہی کے وقت یہ خیال نہ کرو کہ جس کے مقابلہ میں گواہی دے رہے ہیں۔ یہ امیر ہے۔ اس کو نفع پہنچانا چاہیے تاکہ اس سے بے مروتی نہ ہو۔ یا یہ کہ غریب ہے، اس کا کیسے نقصان کر دیں۔ تم کسی کی امیری غریبی کو نہ دیکھو۔ کیونکہ وہ شخص جس کے خلاف گواہی دینی پڑے گی۔ اگر امیر ہے تو، اور غریب ہے تو، دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے۔ اتنا تعلق تم کو نہیں۔ کیونکہ تمہارا تعلق جس قدر ہے وہ بھی انہیں کا دیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو جو تعلق ہے۔ وہ تمہارا دیا ہوا نہیں۔ پھر جب باوجود تعلق قوی کے اللہ تعالیٰ نے ان کی مصلحت اسی میں رکھی کہ اظہار کیا جائے۔ تو تم تعلق ضعیف پر ان کی ایک عارضی مصلحت کا کیوں خیال کرتے ہو۔ سو تم اس شہادت میں خواہش نفس کا اتباع نہ کرنا کہ کبھی تم حق سے ہٹ جاؤ۔ اگر تم کج بیانی کروں گے۔ یعنی غلط اظہار دوگے، پہلو تہی کروگے۔ یعنی شہادت ٹالوگے تو یاد رکھنا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں"۔ تفسیر بیان القرآن۔

بہرحال میں عدل و مساوات کا تقاضا پورا کرنے کا حکم ہے اس میں کسی کی بھی رعایت کی اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ انعام: 19

ترجمہ:۔ اور جب فیصلہ کے سلسلہ میں کوئی بات کہو تو انصاف کا خیال رکھنا۔ گو وہ تمہارا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

رحمت عالم ﷺ عدل کے بلند ترین مدارج پر فائز تھے۔ عدل و انصاف کے مطابق فیصلے کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد کی گئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اھواء ھم وقل امنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم شوریٰ : 15

ترجمہ :۔ پس اس لئے تو اللہ تعالیٰ کو پکار اور اس پر ثابت قدم رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔ اور کہہ دے کہ میں تو ایمان لایا ہوں اس ہدایت پر جو اللہ نے کتاب میں نازل کیا ہے اور مجھے حکم دیا گیا کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔

وان احکم بینھم بما انزل اللہ مائدہ : 49

اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت کے مطابق فیصلہ کیجئے۔

اس قانون کی عملی تشریح رحمت عالم ﷺ کی مقدس زندگی ہے۔ اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اسے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنایا' ان کی زندگی میں ہر جگہ عدل و انصاف کی حکمرانی نظر آئے گی۔ اس قانون عدل و مساوات میں چھوٹے بڑے' امیر و فقیر' مسلم و کافر اور سلطان و گدا کی کوئی تمیز نہیں۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔

بے لاگ انصاف :۔ عہد نبوی میں ایک مرتبہ چوری کا واقعہ پیش آیا۔ جس کی مرتکب ایک مخزومیہ خاتون تھیں۔ جو ایک شریف اور اونچے خاندان کی لڑکی تھیں۔ کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ عزت و آبرو کا مسئلہ ہے۔ بڑی جگ ہنسائی ہوگی۔ سارے خاندان کی عزت خاک میں مل جائے گی۔ کیوں نہ رحمت عالم ﷺ کے سامنے اس کے نشیب و فراز کو پیش کیا جائے۔ خدا کے لاڈلے نبی ہیں۔ ممکن ہے کوئی حل نکل آئے۔

لیکن مجرم کی سفارش کرنے کی کسی کو جرات نہ ہو رہی تھی۔ بصد مشکل حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آمادہ کیا گیا۔ جو حضور اقدس ﷺ کے بڑے چہیتے تھے۔ انہوں نے جرات لب کشائی کی۔ مگر بایں ہمہ آپ پر کیا اثر ہوا۔ سیدۃ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی سنیے۔ فرماتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

ان اسامته كلمه النبي صلى الله عليه وسلم في امرة فقال انما هلك من كان قبلكم انهم كانوا يقميون الحد على الوضيع ويترکون الشريف والذى نفسى بيده لو فاطمته فعلت ذلک لقطعت يدها۔

ترجمہ :۔ ایک عورت کے مسئلہ میں حضرت اسامہ نے آنحضرت ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے والے اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ سزا پنچ لوگوں کو دیتے اور شریفوں کو چھوڑ دیتے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں مری جان ہے۔ اگر جگر گوشہ رسول فاطمہؓ وہ کام کرتی تو یقیناً" میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔

صحیح بخاری باب اقامتہ الحد علی الوضیع والشریف

جواب کا لب و لہجہ دلالت کر رہا ہے کہ مجرم کی سفارش کی آواز سن کر آپ نے کس مضبوطی کے ساتھ حق و انصاف کا تقاضا پورا فرمایا اور کسی کے جاہ و منصب کی رورعایت نہیں فرمائی۔ قیام امن اسی طرح کے قانون ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جس میں کسی کے ساتھ رعایت نہ برتی جائے۔ صدر مملکت، وزیر اعظم، اور دیگر وزراء، اہل اقتدار اور ان کے عزیز و اقارب کے جرم کی پردہ پوشی کی جائے اور غریب و کمزور افراد کو سزا بھگتنے کے لئے پابند سلاسل کر دیا جائے تو یہ انصاف نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ طرز عمل اسلامی تعلیمات کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔

(جاری ہے)

پروفیسر محمد سلیم

بڑھاپے کی تضحیک و تذلیل

ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت جاپان کی دس فیصد آبادی کی عمر 65 سال سے اوپر ہے۔ گویا ہر دسواں جاپانی بوڑھا فرد ہے جو ملک کی معیشت پر ایک بوجھ ہے کیونکہ وہ پیداواری عمل میں اپنا حصہ نہیں ڈال سکتا الٹا وہ مفت میں ملکی وسائل چٹ کر رہا ہے۔ سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2018ء تک جاپان میں بوڑھوں کی شرح آبادی میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور جاپان کی 25 فیصدی آبادی 65 سال سے اوپر کے لوگوں پر مشتمل ہوگی۔ یہ صورت حال اس لئے پیدا ہوئی کہ حفظان صحت پر زیادہ توجہ دینے سے اوسط عمر میں اضافہ ہوگیا۔ دوسری طرف شرح آبادی کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے برتھ کنٹرول کی سکیم شروع کی گئی جس کے نتیجے میں بچوں کی تعداد بوڑھوں کی تعداد سے کم ہے اور عمر رسیدہ افراد کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ چنانچہ جاپان میں اس امر پر تشویش کا اظہار شروع ہوگیا ہے کہ اگر جاپان بوڑھوں کا ملک بن گیا تو اس کی معاشی ترقی کی رفتار کیسے برقرار رہ سکے گی۔ بوڑھوں کو سوائے کھانے کے اور دوائیاں استعمال کرنے کے اور کوئی کام نہیں ہوتا اور جوان مردوں اور عورتوں کا زیادہ وقت بوڑھوں کی نگہداشت پر خرچ ہونے لگے گا۔ اس طرح جاپان اپنی اقتصادی ترقی کی رفتار جاری نہیں رکھ سکے گا لہٰذا جاپان میں بوڑھوں کو ملکی معیشت پر ایک بوجھ سمجھا جانے لگا ہے اور اہل فکر نے اس بات پر غور شروع کر دیا ہے اس مسئلے کو کیسے حل کیا جائے۔

یہ صرف جاپان کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ تمام دنیا کی سوچ کا انداز یہ ہوگیا ہے کہ جو افراد پیداواری عمل میں شریک نہیں ہوسکتے ہیں بلکہ الٹا ملکی وسائل پر بوجھ ثابت ہو رہے ہیں، ان سے کیسے پیچھا چھڑایا جائے۔ بچے اس لئے قابل قبول ہیں کہ وہ بڑے ہو کر پیداواری عمل میں شریک ہوسکتے ہیں لیکن بوڑھے جب تک زندہ رہیں گے وہ ملکی ترقی کے راستے میں مزید رکاوٹ کا باعث بنتے جائیں گے اس لئے بوڑھوں سے کیسے گلو

Scanned with CamScanner

خلاصی پائی جائے۔ بلغاریہ کے بارے میں یہ خبر اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں کہ وہاں بوڑھوں کو ڈالروں کا لالچ دے کر خودکشی پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح گولڈن شیک ہینڈ پالیسی سے بلغاریہ متعدد بوڑھوں سے نجات پا چکا ہے اور دوسرے ممالک بھی اس گولڈن شیک ہینڈ پالیسی کو اپنانے پر غور کر رہے ہیں۔

اس وقت دنیا پر مغربی تہذیب کی حکمرانی ہے۔ اس تہذیب کی بنیاد خود غرضی پر استوار ہے یعنی فرد یا اقوام کے لئے صرف وہی عمل پسندیدہ ہے جس سے انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ جو چیز کسی فرد یا کسی قوم کے مفاد کے راستے میں حائل ہو' وہ ناپسندیدہ ہے اور اسے راستے سے ہٹا دینا چاہیے۔ برتھ کنٹرول بھی اسی خود غرضانہ طرز فکر کا شاخسانہ ہے۔ ہر نیا آنے والا بچہ چونکہ ہمارے وسائل میں حصے دار بنتا ہے اس لئے اس کی آمد کو اچھا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے روکا جاتا ہے تاکہ ہم تمام وسائل کو اپنی ذات پر استعمال کر سکیں۔ بوڑھوں سے نفرت کی بنیاد بھی یہی جذبہ خود غرضی ہے۔ بوڑھے افراد چونکہ ہمارے وسائل پر بوجھ ثابت ہوتے ہیں اس لئے ان سے جلد از جلد خلاصی پانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شفقت مادری یا بزرگوں کا احترام سب مالی مفاد کے ترازو میں تلنے لگے ہیں۔ والدین بچوں کی پرورش پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ بچے جب جوان ہو جاتے ہیں تو وہ بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے لگتے ہیں۔ چنانچہ وہ انہیں "اولڈ پیپلز ہوم" میں داخل کرا دیتے ہیں جہاں وہ موت کے انتظار میں وقت گزارتے رہتے ہیں۔ لیکن اولڈ پیپلز ہومز پر بھی ملکی وسائل خرچ ہوتے ہیں چنانچہ اب اس بات پر غور و فکر شروع ہو گیا ہے کہ کس طرح بوڑھوں کو گولڈن شیک ہینڈ سکیم پر راضی کر کے ان سے جان چھڑائی جائے۔

مغربی تہذیب کے اس خود غرضانہ جذبے کی معراج یہ ہے کہ ساری دنیا کے وسائل صرف چند لوگوں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو جائیں اور پھر ان چند لوگوں میں بھی کشت و خون کے بعد سب سے زیادہ طاقتور فرد تمام وسائل پر بلا شرکت غیرے قابض ہو جائے۔ اس خود غرضانہ جذبے نے دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے اور ہر چار طرف ہاہا کار اور لوٹ مار مچی ہوئی ہے۔ اس خود غرضانہ جذبے کا مقابلہ صرف اسلام کا جذبہ ایثار کر سکتا ہے۔ یہ جذبہ ایثار کیا ہے؟ دوسروں کو راحت و آرام پہنچانے کے لیے خود تکلیف

Scanned with CamScanner

برداشت کرنا اور دوسروں کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا۔
والدین جب بچے کی پرورش کرتے ہیں تو یہی جذبہ ایثار انہیں اپنا پیٹ کاٹ کر اولاد کو پالنے پوسنے پر آمادہ کرتا ہے۔ یہی جذبہ ایثار ہے جو ماں کو رات رات بھر جاگ کر بیمار بچے کی دیکھ بھال کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ یہی ایثار ہے جو جوان اولاد کو بوڑھے والدین کی خدمت پر آمادہ کرتا ہے ورنہ بوڑھے والدین ڈنڈے کے زور سے خدمت نہیں کرا سکتے۔ اسلام نے بزرگوں سے مشفقانہ سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور ہدایت کی ہے کہ تم اپنے والدین کے سامنے اف تک نہ کرو نہ انہیں جھڑکی دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ پیش آؤ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی اسی تعلیم نے مسلمان ممالک کو مغرب کی خود غرضانہ یلغار سے بچا رکھا ہے ورنہ اگر یہاں بھی وہی فکر پیدا ہو جائے جو انسانی جزبوں کو مالی مفاد کے ترازو میں تول کر دیکھتی ہے تو دنیا سے ایثار اور قربانی کا نام تک ختم ہو جائے۔ اس وقت مغرب کے خود غرضانہ نظام اور اسلام کے جذبہ ایثار کے درمیان خوفناک جنگ ہو رہی ہے اور جو لوگ انسان کی فطرت صالح پر ایمان رکھتے ہیں انہیں اطمینان رکھنا چاہیئے کہ انشااللہ آخری فتح حق کی ہو گی اور مغربی تہذیب اب زیادہ عرصہ دنیا پر حکمران نہیں رہ سکے گی بلکہ خود اپنے ہاتھوں تباہ ہو جائے گی۔

ہندوؤں کے ہاں مشہور ہے کہ ایک نوجوان اپنے بوڑھے والد سے خلاصی پانے کے لئے اسے دریا پر لے گیا۔ جب وہ اسے پانی کی لہروں کے حوالے کرنے لگا تو بوڑھے باپ نے کہا کہ بیٹے میں نے اپنے پتا جی کو دریا کے بالکل وسط میں جا کر نذر آب کیا تھا۔ تم بھی تھوڑا سا آگے جا کر مجھے لہروں کے سپرد کرو۔ یہ سن کر بیٹا کانپ گیا کہ کل کو کہیں میرا بیٹا بھی میرے ساتھ وہی سلوک نہ کرے جو آج میں اپنے باپ سے کر رہا ہوں۔
حقیقت یہ ہے کہ اگر خود غرضی کے نقطہ نظر سے بھی دیکھا جائے تو نوجوانوں کو بوڑھوں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرنا چاہیئے جو وہ آج کر رہے ہیں کیونکہ کل کو انہیں بھی بوڑھا ہونا اور انہیں بھی گولڈن شیک ہینڈ کی پیشکش ہو سکتی ہے۔
المیہ یہ ہے کہ مغرب کا خود غرضانہ دربین نہیں ہے وہ صرف قریب منافع دیکھتا ہے اگر اس میں دور کا نفع دیکھنے کی صلاحیت ہوتی تو وہ اسلام کا جذبہ ایثار اختیار کرتا کیونکہ آج

Scanned with CamScanner

جو سلوک ہم اپنے بوڑھے والدین سے کریں گے کل کو اسی سلوک کی توقع اپنی اولاد سے بھی کر سکیں گے۔ اگر آج ہم بوڑھوں کو ملکی معیشت پر بوجھ قرار دیں گے تو کل کو ہماری اولاد ہمیں بھی بوجھ سمجھ کر ہم سے خلاصی پانے کی کوشش کرے گی مغربی اقوام مشرق کے خاندانی نظام سے بڑی متاثر ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ خاندانی نظام ایثار اور قربانی کے جذبے پر ہی قائم ہے اگر ایثار کی جگہ خود غرضی نے لے لی تو مشرق کا یہ خاندانی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پاکستان کا حکمران طبقہ اسلام کے جذبہ ایثار کو فروغ دینے کی بجائے مغرب کا خود غرضانہ نظام اپنا رہا ہے یہ اسی نظام کا شاخسانہ ہے کہ یہاں پنشنر حضرات کے مصائب پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی حکومت حاضر سروس ملازمین کی تنخواہ میں کئی بار اضافہ کر چکی ہے اور اب ایک صدارتی آرڈیننس کے تحت صدر وزیر اعظم تمام وزراء اور اراکین اسمبلی کی مراعات میں اضافہ کر دیا گیا ہے لیکن پنشنر کو مرنے کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے حکومت کا انداز فکر یہ ہے کہ یہ بوڑھے مرتے ہیں تو مریں ہم نے ان کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا ہے یہ خالصتاً مغربی انداز فکر ہے جو اسلامی تعلیمات کے بالکل منافی ہے۔

مشہور مغل شہنشاہ حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے ہندوستان پر پچاس سال تک حکومت کی ان کے بیٹے ان کی طوالت عمر سے تنگ آ گئے کیونکہ انہیں اپنی حکومت کا کوئی چانس نظر نہیں آتا تھا اورنگ زیب کو خبر ملی کہ ان کے بڑے بیٹے نے کسی بزرگ سے باپ کے مرنے کی دعا کرائی ہے انہوں نے بیٹے کو لکھا کہ

تو دانی کہ آں کہنہ نخچیر گیر
بدام دعائے تو گردد اسیر

عذاب قبر میں مساوات

ذاکر حسن نعمانی

ایک آدمی سو سال پہلے مرتا ہے دوسرا سو سال بعد یا قرب قیامت میں فوت ہوتا ہے ان سب کو مثلاً" عذاب ملا۔ ان میں سے جو سب سے پہلے فوت ہوا اس کو زیادہ عذاب ملا۔ اور جو بعد میں مرا اس کو کم جو بالکل قیامت کے وقوع کے قریب مرے اس کو سب سے کم عذاب ملا کیا یہ کہیں زیادتی تو نہیں۔ حالانکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی ظالم نہیں۔ سب مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے آج تک کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ کریں گے کیونکہ اللہ تعالی نے صاف اعلان کردیا ہے وماربک بظلام للعبید اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ ان اللّٰہ لا یظلم الناس شیئًا ولکن الناس انفسھم یظلمون ترجمہ یقینی بات ہے اللہ تعالی لوگوں پر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں یعنی اللہ تعالی نہ ظالم ہے نہ ظلام بلکہ وہ تو عدل وانصاف اور فضل کا معاملہ فرماتا ہے وہ بندوں پر نہایت مہربان ہے اس لئے عذاب قبر کے بارے میں بھی اس کا قانون مبنی برانصاف ہے کسی کے ساتھ زیادتی اور ظلم نہیں کرتا۔

دنیا کے اندر مکلفین کی دو قسمیں ہیں۔ کافر اور مسلمان کافر اولا" ایمان کا مکلف ہے پھر اعمال کا اور مسلمان چونکہ ایمان لاچکا ہے اب اس پر استقامت اور اعمال کا مکلف ہے اس لحاظ سے مردوں کی دو قسمیں ہوئیں۔ کافر اور گناہگار مسلم جبکہ عذاب قبر کا مستحق ہو ایک وہ مردہ مسلمان بھی ہے جو قبر کے سوال وجواب میں کامیاب ہوکر عذاب قبر سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ قبر سے مراد برزخ کی زندگی ہے اس لئے کے بعض مردوں کو قبر میں دفن ہونا نصیب نہیں ہوتا یا دفن نہیں کئے جاتے مثلاً" کوئی دریا میں ڈوب جائے اور لاش نہ ملے۔ یا جل کر راکھ ہوجائے ۔ یا کسی کو درندہ کھا جائے ۔ ہندو لوگ اپنے مردوں کو جلاتے ہیں تو قبر میں ایک مسلمان گناہگار کو عذاب ملتا ہے اور دوسرا کافر ہے مسلمان معذب مردہ کے بارے میں تو کوئی اشکال نہیں۔ کوئی آگے مرتا ہے کوئی بعد میں ۔ ہر ایک کو اپنے گناہ کے مطابق عذاب ملتا ہے۔ گناہ اگر زیادہ ہوں تو عذاب بھی زیادہ اور دیرپا ہوتا اگر گناہ کم

Scanned with CamScanner

ہوں تو عذاب کم عرصہ کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے اس دنیا میں مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ مرض میں امتداد اور اشتداد کی وجہ سے علاج سخت اور لمبا ہو سکتا ہے۔ یہی حالت عذاب قبر اور برزخ کی ہے۔ مسلمان کا عذاب موقت ہے موبد نہیں۔ ان سے عذاب اٹھتا بھی ہے اور ختم بھی ہو سکتا ہے۔ مسلمان معذب مردہ نے اگر کوئی ایسا نیک عمل کیا ہو جس کا ثواب اس کے مرنے کے بعد اس کو ملتا ہے جیسے کوئی مدرسہ بنایا ہے دینی کتاب لکھی ہے صالح اولاد چھوڑ گیا ہے ایسے اعمال کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں ان اعمال کا ثواب برابر اس مردہ کو ملتا رہتا ہے جس کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو کر آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے۔ بعض مردوں کے پیچھے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اگر کسی بدقسمت کے لئے نہ ایصال ثواب ہے نہ صدقہ جاریہ تو نفس عذاب سے اس کے گناہ گھٹیں گے آہستہ آہستہ گناہوں سے پاک ہو کر عذاب سے خلاصی پائے گا بعض مخصوص راتوں اور دنوں میں اللہ تعالی مردگان اسلام کی مغفرت فرماتے ہیں۔ جیسے رمضان کا مہینہ' شب قدر اور شب برات وغیرہ۔ اس لئے کہ ان اوقات میں اللہ تعالی کی رحمت کا ظہور زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی اللہ تعالی اپنے فضل سے کسی مردہ کو معاف فرمادیں' خلاصہ یہ کہ مسلمان کو قبر میں عذاب دائمی طور پر نہیں دیا جاتا۔ لہٰذا مسلمان کے عذاب قبر کے بارے میں عدم مساوات کا اشکال صحیح نہیں ہاں کافر مردہ کے بارے میں اشکال ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا عذاب قبر دائمی ہے۔

ایک وہ کافر ہے جو نوح علیہ السلام کے زمانے میں مرا ہے اور عذاب قبر میں مبتلا ہے۔ ایک وہ ہے جو ماضی قریب میں مرا ہے اور وہ کافر جو قیامت کے قریب ترین زمانہ میں مریں گے تو کسی کو نوح علیہ السلام کے زمانہ سے عذاب مل رہا ہے اور بعض کو بعد میں ملیگا بعد والے کا عذاب کم ہوا کیونکہ برزخ کا زمانہ قرب قیامت کی وجہ سے کم ہوا۔

اس کا یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ ماضی' حال اور استقبال صرف اس دنیا میں ہیں' برزخ کی زندگی میں یہ زمانے نہیں جیسے حضورؐ کو معراج کی رات بعض مجرمین دکھائے گئے جو عذاب میں گرفتار تھے حالانکہ ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی ان کا حساب نہیں ہوا۔ اس لحاظ سے برزخ کی زندگی میں تقدیم و تاخیر اور عذاب کی زیادتی و کمی کا تصور بے معنی

Scanned with CamScanner

ہے۔

اگر ان تین زمانوں کا تصور مان لیں تو بھی جواب ممکن ہے۔ اگر کوئی گورنمنٹ اعلان کردے کہ باغی کی سزا عمر بھر کی قید ہے۔ تو جس کی بغاوت جس وقت ثابت ہوگی اس وقت سے اس کی سزا شروع ہوجائے گی۔ مثلاً ۱۹۵۰ء میں کسی کی بغاوت ثابت ہوئی تو اس سن سے اس کی سزا شروع ہوگی۔ دوسرے کی بغاوت ۱۹۷۰ء میں ثابت ہوئی تو اس کی سزا بھی اس سال سے شروع ہوگی۔ یہ دونوں باغی جن میں بیس سال کا فرق تھا جیل میں اکٹھے ہوگئے ایک دوسرے کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ دونوں کی سزا میں کمی یا زیادتی ہورہی ہے۔ دونوں کی سزا ایک جیسی ہے عمر بھر کی قید کاٹ رہے ہیں۔ ۱۹۷۰ء کے باغی کو ۱۹۵۰ء والے باغی کی طرف نہیں لے جایا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا جرم بعد میں ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا اس کو بیس سال پہلے جیل میں نہیں بھیج سکتے۔ ہاں جس کی موت جلدی آئے اس کی سزا جلد ختم ہوجائے گی لیکن نفس سزا سب کی ایک جیسی ہے۔ کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہورہا۔ اگر جیل میں ان باغیوں کو موت نہ آئے تو ہزاروں سال تک اسی سزا کو بھگتیں گے۔ ان میں کسی کے ساتھ زیادتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے باغی کافر کی سزا ابدی اور دائمی عذاب ہے قبر میں ہو یا نہ ہو۔ ان کفار میں کوئی پہلے مرتا ہے کوئی بعد میں مرتے ہی دائمی عذاب میں پھنس جاتے ہیں کیونکہ پہلے سے ہی یہ اعلان ہوچکا ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ دنیا کی جیل میں موت کے ساتھ اس سزا کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے لیکن برزخ اور دوزخ میں موت نہیں آتی۔ اس لئے یہ سلسلہ عذاب قیامت تک چلتا رہے گا۔ جو کافر جس وقت پکڑا جائے۔ یعنی مرجائے تو اس وقت سے سزا شروع ہوجاتی ہے اور سب کفار کی دائمی سزا ہے۔

قرب قیامت میں مرنے والے کافر کو نوح علیہ السلام کے زمانے میں مرے ہوئے کافر کے ساتھ عذاب میں یکجا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعد میں پیدا ہوا اور جرم بھی بعد میں ثابت ہوا۔

لہٰذا کسی کے ساتھ زیادتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا عمر قید کے سزا یافتہ نے اپنے سے چند سال بعد والے مجرم کو کبھی یہ نہیں کہا کہ میری سزا پہلے سے ہے اور آپ کی اب

بقیہ صفحہ ۳۸

Scanned with CamScanner

حضرت عمر بن عبد العزیز کی کفایت شعاری

ان کی احتیاط تنہا اپنی ذات تک محدود نہ تھی، بلکہ وہ اپنے عمال حکومت کو بھی احتیاط کا سبق دیتے تھے، اور ان سے توقع کرتے تھے کہ وہ بھی حکومت کے معاملہ میں اسی قدر محتاط اور جزرس ہونگے، والی مدینہ ابوبکر بن حزم نے سلیمان بن عبدالمالک کو درخواست دی تھی کہ حسب دستور سابق ان کو سرکاری موم بتیاں اور قندیلیں ملنی چاہئیں، سلیمان کے انتقال کے بعد یہ پرچہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملاحظہ میں آیا، آپ نے لکھا کہ ابوبکر مجھے یاد ہے کہ تم اس عہدے سے پہلے جاڑے کی اندھیری راتوں میں بے شمع و موم بتی کے نکلتے تھے، تمہاری وہ حالت اس سے بہتر تھی، میرے خیال میں تمہارے گھر کی موم بتیاں اور قندیلیں کافی ہیں، انہی سے تم کو کام لینا چاہیے۔ اسی طرح کی ایک درخواست پر جس میں سرکاری کام کے لئے کاغذ طلب کیا گیا تھا، لکھا کہ :-

"قلم باریک کردو اور گٹھا ہوا لکھو، اور ایک پرچہ میں بہت سی ضرورتیں لکھدیا کرو، اس لئے کہ مسلمانوں کو ایسی لمبی چوڑی بات کی ضرورت نہیں جس سے خواہ مخواہ بیت المال پر بار پڑے"۔ تاریخ دعوت و عزیمت ج 1/ 48

ماہنامہ العصر اسلامی حدود کے دائرہ میں رہتے ہوئے مسائل پر آزادانہ تحقیق کا حامی ہے تاہم مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں العصر کے صفحات آپ کے علمی تحقیقی اور معیاری مقالہ جات کے لئے حاضر ہیں۔

Scanned with CamScanner

Human body testifies to Divine truth

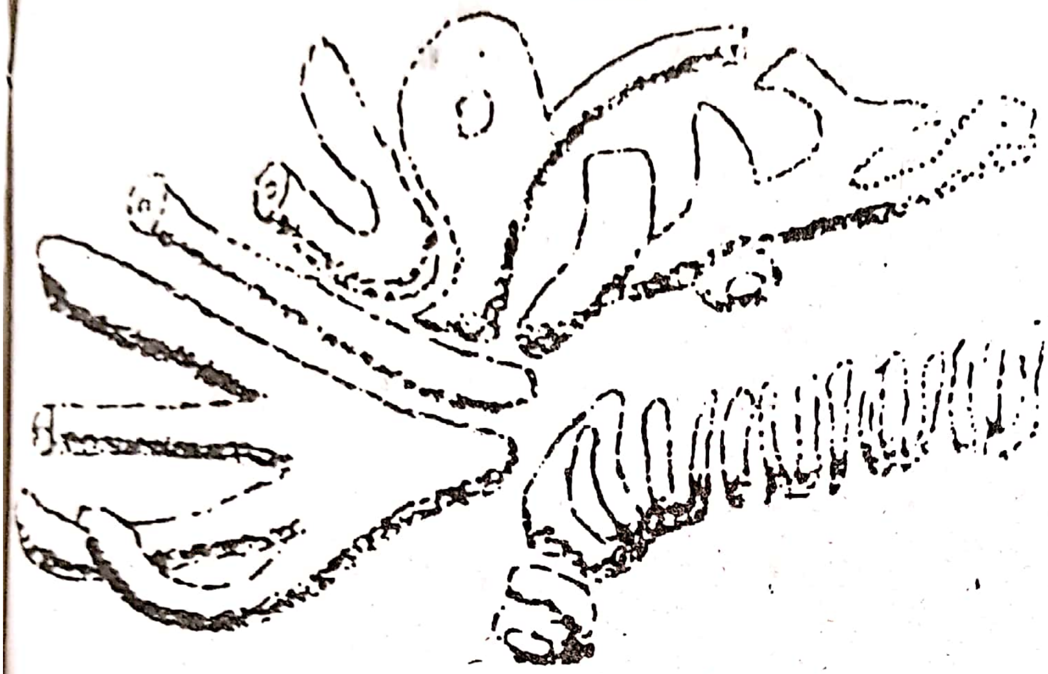

This is the pattern of air tubes in the lung of all human beings. The pattern has been worked out with extreme precision on a computer in Saudi Arabia. The air pipes are distributed in the shape of declaration of the Islamic creed in the Arabic language that affirms the Oneness of Allah and the Prophethood of Muhammad (P.B.U.H). It reads "La Ilaha Illallahu Muhammad-ur-Rasulullah": There is no deity but Allah and Muhammad (P.B.U.H.) is the Messenger of Allah.

This discovery is no surprise. Allah has revealed in the Holy Qur'an:-

We shall show them Our portents on the horizons and within themselves until it will be manifest unto them that it is the truth" - (Qur'an 41:53)

(Photo by courtesy of Dr. Syed Ashrafuddin, Jeddah, Saudi Arabia.)

اسلام کی حقانیت کی ناقابل انکار دلیل

۱۔ انسان کے نظام تنفس کی ساخت اس کی گواہ ہے کہ اسلام ایک حقانی اور فطرتی دین ہے کیونکہ سانس کی نالیوں کی نرم اور باریک ہڈیوں کی ساخت اس طرح ہے جیسے کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ)

ترجمہ :۔ انسانی بدن بذات خود اس ربانی سچی حقیقت کی گواہی دیتا ہے یہ انسان کے بدن میں ہوائی نالیوں کا نمونہ ہے تمام انسان کے پھیپھڑوں میں ہوائی نالیوں کی ساخت اس طرح ہے اس نمونے کو سعودی عرب میں انتہائی تصحیح کے ساتھ کمپیوٹر پر جانچا گیا ہے۔ ہوائی نالیوں کو عربی تحریر کے مطابق کلمہ طیبہ کی تحریری شکل میں قدرتی طور پر تقسیم کیا گیا ہے کلمہ طیبہ جو اسلامی بنیادی عقیدہ کا اعلامیہ ہے یہ توثیق کرتا ہے کہ اللہ تعالی کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی یہ دریافت کوئی عجوبہ اور حیرت نہیں کیونکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ہم ان کو افق اور ان کے بدن میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے ۔ یہاں تک ان پر واضح ہو گا کہ یہ دین حق ہے۔

Scanned with CamScanner

نبی اکرم ﷺ بطور تاجر

ڈاکٹر لیاقت علی نیازی

قبل از اسلام ہمیں دیگر پیغمبر بھی تجارت میں مشغول نظر آتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد مبارک میں باقاعدہ تجارتی بیڑوں کے ذریعے تجارت کی جاتی تھی۔ آپ تجارتی حالات سے واقف تھے۔ آپ کے دور میں باقاعدہ طور پر تجارتی ایجنٹ مقرر کیے جاتے۔ بحیرہ روم کے ساحل پر تجارتی مراکز قائم ہوئے۔ خلیج فارس میں بحری تجارت کا مرکز تھا۔ عرب بھی تجارت میں مصروف تھے۔ سورۃ القریش میں اہل عرب کی تجارت کا ذکر ہے۔

"چونکہ قریش خوگر ہوگئے ہیں یعنی جاڑے اور گرمی کے سفر کے' لہٰذا (اس نعمت کے شکریہ میں) ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں' جس نے ان کو بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے انہیں امن دیا"۔

قریش دو قسم کا سفر کرتے:

(1) موسم سرما میں یمن کا تجارتی سفر کرتے۔

(2) موسم گرما میں شام کا تجارتی سفر کرتے۔

مورخین کے نزدیک ان مندرجہ ذیل تجارتی سفروں کا آغاز حضور اکرم ﷺ کے دادا ہاشم نے کیا تھا۔

یونانی مورخ اسٹرابو تحریر کرتا ہے کہ قبل از اسلام ہر عرب تجارت میں مشغول تھا۔ وہ یا تو تاجر تھا یا تجارتی امور میں دلال تھا۔

عربوں کے تجارتی قافلے بحرین' براعظم افریقہ (مصر' سوڈان) ہندوستان' ایران اور دنیا کے دیگر ممالک کی طرف جاتے۔ عربوں کے تجارتی کارواں جب بیرون ممالک جاتے تو ان کے ہمراہ محافظ دستے' تاجر اور دلیل (گائیڈ) ہوتے تھے۔ محافظ دستوں کی تعداد 300 تک ہوتی تھی۔

اونٹ صحرا کا جہاز تھا جس کے ذریعے تجارتی مال منگوایا جاتا اور دیگر ممالک میں بھجوایا جاتا۔ چمڑہ' دھاتیں' اناج' کپڑا' گرم مصالحہ اور دیگر اشیاء اونٹ کے ذریعے ہی منگوائیں اور بھجوائیں جاتیں۔ مکہ مکرمہ میں "عکاظ" کا میلہ لگتا۔ یہ ایک تجارتی میلہ ہوتا تھا۔ 129 ہجری تک میلہ لگتا رہا۔ اس دور کی مشہور تجارتی منڈیاں یہ تھیں۔ مثلاً"

Scanned with CamScanner

دومہ الجندل، ہجر، صحار، ریا، شجر، عدن، صنعاء، رابیہ، حضرموت، عکاظ، ذوالمجاز، بصریٰ۔

مندرجہ ذیل ممالک سے مندرجہ ذیل اشیاء منگوائی جاتی تھیں۔

چین ریشم

عدن قیمتی کپڑا

جنوبی یمن خوشبوئیں، گرم مصالحہ جات، جڑی بوٹیاں اور دیگر قیمتی اشیاء

ہند اور افریقہ عطر اور مصالحہ جات، غلام افریقہ سے منگوائے جاتے، ہاتھی دانت،

روم ریشم، روئی، مخمل، نفیس کپڑے

شام اناج، تیل

حضور اکرم ﷺ بطور تاجر:

آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ تاجر تھے۔ شادی کے بعد آپ ملک شام تشریف لے گئے اور وہاں آپ کا انتقال ہوا۔ حضور ﷺ کی ولادت بعد میں ہوئی۔ حضور اکرم ﷺ اپنے چچا کے ہمراہ ملک یمن، مصر اور شام تشریف لے گئے۔ جبکہ آپ کی عمر مبارکہ 12 یا 13 سال تھی۔ 13 اور 25 سال کی عمر کے دوران متعدد مرتبہ آپ ﷺ مصر، شام اور یمن گئے۔ اس دوران آپ ﷺ کی ملاقات مصر، شام اور یمن کے یہودی علماء اور عیسائی راہبوں سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ جو مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو شام روانہ کیا تا کہ آپ ﷺ تجارت کریں۔ ایک ہوشیار غلام میسرہ بھی ساتھ گیا۔ حضور ﷺ نے بڑا نفع کمایا۔ آپ ﷺ کی دیانت داری سے متاثر ہو کر حضرت خدیجہؓ نے اپنی سہیلی نفیسہ کی معرفت آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا اور فرمایا کہ اس درخواست کو مسترد نہ کیجئے گا۔ نبوت کے بعد حضور اکرم ﷺ نے تجارتی ضوابط اور اصولوں کو واضح فرمایا اور امت کے لئے رہنمائی فرمائی۔

حضور ﷺ کے علاوہ صحابہ کرامؓ بھی تجارت میں مشغول تھے۔ مثلاً" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کاروبار ایران تک تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوکان میں ہزاروں من غلہ موجود رہتا۔ ایک دفعہ قحط ہوا تو

Scanned with CamScanner

آپ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر شام سے غلہ منگوایا اور مفت تقسیم کیا۔ "بئر رومہ" آپ رضی اللہ عنہ نے 35 ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمن بھی تاجر تھے۔ انہوں نے جہاد کے لئے چالیس ہزار درہم نقد' 500 گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ دیئے۔

یہ مسلمانوں کی تجارت میں دلچسپی کی وجہ سے تھا کہ انہوں نے تجارت میں نام پیدا کیا۔ تیسری صدی ہجری میں ابوالقاسم بن خردازبہ نے بحری اور بری تجارت کے لئے راستوں کا تعین کیا اور تجارت کے لئے "دلیل المسافرین" (سیاحوں کے لئے رہنما کتاب) تیار کی۔

اشاعت اسلام بذریعہ تجارت :

صحابہ کرامؓ دیگر ممالک میں تشریف لے گئے۔ جہاں انہوں نے تجارت بھی کی اور تبلیغ بھی۔ مسلمان تجار انڈونیشیا' چین' مالیزیا' حبشہ' صومالیہ' کینیا' یوگینڈہ' بنگلہ' بمبئی' سیلون' کراچی اور ملتان تک گئے۔ بزرگ صحابی حضرت وہب بن ابی کبشہ رضی اللہ عنہ چین کے بادشاہ کے پاس بطور سفیر گئے۔ اور وہیں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار کانتون (چین) میں ہے۔ مورخ سٹین لی پول اپنی کتاب (اسلام ان چائنہ) میں رقمطراز ہے :

"تجار چین میں منصب قضاء تک پہنچے اور حاکم بھی بنے"۔

ابن بطوطہ اپنے چین کے سفرنامہ میں لکھتا ہے۔

"آٹھویں صدی میں چین کے تمام شہروں میں مسلمانوں کے مکانات تھے۔ ان کے ہر محلے میں مسجد تھی' جہاں وہ نماز ادا کرتے' وہ نہایت معزز اور محترم تھے"۔

پروفیسر آرنلڈ اپنے شہرہ آفاق کتاب (دی پریچنگ آف اسلام) میں لکھتے ہیں۔

"کہ اسلام تجارت کے ذریعے اور تبلیغ کے ذریعے پھیلا نہ کہ تلوار کے ذریعے"۔

تجارت کی فضیلت :

امام راغب اصفہانی (مفردات الفاظ القرآن) میں رقمطراز ہیں :

تجارت اصل سرمایہ میں اس طرح تصرف کرانے کا نام ہے جس سے منافع ہو۔ تجارت کا مقصد جائز نفع کمانا ہے"

سورۃ النساء کی ایک آیت مبارکہ نمبر 27 میں ارشاد ربانی ہے :

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم

ترجمہ :۔ " تم اپنے مال اپنے درمیان باطل قطعاً" سے نہ کھاؤ البتہ تجارت کے ذریعے باہمی رضامندی سے (کھاؤ)"

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"تجارت کرو۔ اس میں رزق کا 9/10 حصہ ہے"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا :

"جو تاجر مشقت اٹھا کر ایک شہر سے دوسرے شہر تک اناج لے جاتا ہے اور اس دن کے بھاؤ سے فروخت کرتا ہے اس کا درجہ اللہ کریم کے نزدیک شہید کا سا ہے"

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

التاجر الصدوق مع کرام بررہ

سچا تاجر برگزیدہ فرشتوں کا ساتھی ہے"

تجارتی ضوابط :

نبی اکرم ﷺ نے تاجروں کے لئے جو ضابطہ اخلاق بیان فرمایا وہ ملاحظہ ہو :

(1) عقیدہ اور اخلاق :

سورۃ النساء کی آیت 86 میں ارشاد ربانی ہے :

ان اللہ کان علی کل شئی رقیبا"

ترجمہ :۔ "بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہیں"

تاجر کو یہ نظریہ رکھنا چاہیے کہ اس کے اعمال کا اسے قیامت کے دن جوابدہ ہونا پڑے گا۔ وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر بے ایمانی اور جھوٹ سے باز رہے۔

(2) کاروبار اور تجارت کی آزادی :

Scanned with CamScanner

اسلام میں کاروبار اور تجارت کی آزادی ہے بشرطیکہ وہ اسلام ہی کی تعلیمات پر ہو۔ کاروبار جائز ہونا چاہیے۔

(3) ذخیرہ اندوزی کی ممانعت: (احتکار)

مشکوٰۃ شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جس نے اشیاء خوردنی کی ذخیرہ اندوزی چالیس روز تک کی، اللہ تعالیٰ اس کی ذمہ داری سے بری ہوں گے"

ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

"سوداگر کو رزق ملتا ہے اور ذخیرہ اندوز لعنتی ہے"۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی نے ایک ذخیرہ اندوز کا غلہ جلا دیا تھا۔

مسلم شریف میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کر کے روک لے کہ نرخ بڑھنے سے بیچے تو وہ خطا کار ہے"

(4) حرمت سود:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سود خور قیامت کے دن پاگل اٹھایا جائے گا" (ابوداؤد)

ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ سود کا گناہ ایسے ستر گناہوں کے برابر ہے جن میں سب سے کم درجہ کا گناہ یہ ہے کہ کوئی مرد، اپنی ماں سے زنا کرے۔

(5) ملاوٹ اور دھوکہ دہی:

ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ منڈی تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے بھیگا ہوا غلہ دیکھا اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من غش فلیس منا

ترجمہ:۔ "جو ملاوٹ کرے وہ ہم سے نہیں ہے"

(6) جوا یا سٹہ بازی:

جوا اور سٹہ بازی سورۃ المائدہ کی رو سے اور دیگر احادیث کی روشنی میں حرام

ہے۔ علامہ اقبال کا ارشاد ہے:

ظاہر میں تجارت ہے۔ حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا لاکھ کے لئے مرگ مفاجات

(7) ناپ تول میں کمی:

سورۃ المطففین میں ارشاد ہے:

ویل للمطففین ٥ الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون ٥ واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون٥

ترجمہ:۔ "ہلاکت ہے ان کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ یہ لوگ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب خود دیتے ہیں یا وزن کرتے ہیں تو کم تولتے ہیں"

(8) قسمیں کھانا:

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن تاجروں کا حشر نافرمانوں کے ساتھ ہوگا مگر جو تاجر اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، حرام سے بچے، جھوٹی قسم نہ کھائے اور سچ بولے تو اس کا حشر فاجروں کے ساتھ نہیں ہوگا" (ابن ماجہ)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص عیب دار چیز بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے" (ابن ماجہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص جھوٹ کہے اور مال کے عیب کو چھپائے رکھے، اس کے سودے میں برکت نہیں ہوگی۔

ایک اور جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اس شخص پر مہربانی کرتا ہے جو خرید و فروخت اور قیمت وصول کرنے کے تقاضے میں سہولت اور نرمی اختیار کرتا ہے"

Scanned with CamScanner

بقول مولانا سید محمد متین ہاشمی:

"اسلام میں جس طرح عبادات و فرائض پر زور دیا گیا ہے اسی طرح دین نے کسب حلال اور طلب معاش کو بھی اہمیت دی ہے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔ علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق اور یہ عجیب بات ہے کہ آج کی مہذب ترقی یافتہ دنیا میں بھی ختمی مرتبت ﷺ کا قول مبارک بے غل و غش ستارے کی طرح دمک رہا ہے۔ دینا کی وہی قومیں آج ترقی یافتہ سمجھی جاتی ہیں جو تجارت میں آگے ہیں۔ خود نبی اکرم ﷺ نے تجارت کو بطور پیشے کے اپنایا اور آپ ﷺ کے اکثر و بیشتر صحابہ اکرمؓ کا محبوب مشغلہ تجارت ہی تھا۔ امت کے لئے حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں اسوہ حسنہ موجود ہے اور آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کی پاک زندگیاں ہمارے لئے معیار حق ہیں۔ تجارت کی یہ فضیلتیں اور تاجروں کے یہ سارے مرتبے جو قرآن و حدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ حکم کے اعتبار سے عام نہیں بلکہ ضروری ہے کہ تجارت ہر قسم کی فریب کاری، احتکار، جھوٹ استحصال، مکاری، ملاوٹ سٹہ اور ان ناپسندیدہ عناصر سے پاک ہو جو اس مقدس ترین معاش کو ناپاک بنا دیتے ہیں"

(مقدمہ: اسلام کا قانون تجارت، ص 8-9)
(تالیف: مولنا ڈاکٹر نور محمد غفاری)

قرآن حکیم میں سود کے بارے ارشاد ربانی ہے:

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقٰت واللہ لایحب کل کفار اثیم

ترجمہ:۔ "اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ ہر گناہ گنار کافر کو پسند نہیں کرتا" (البقرۃ: آیت نمبر276)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے:

"اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم واقعی ایماندار ہو تو اللہ کریم سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر تمہارے خلاف اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ ہے" (البقرۃ: آیت نمبر

بینکاری کی بنیاد سود کے نظام پر ہے۔ شروع شروع میں صراف یہ کام کرتے تھے۔ عباسی دور کے اوائل میں بینکاری شروع ہوئی۔ زیادہ تر یہودی اس کاروبار میں شامل تھے۔ عوام ان پر اعتماد کرتے کیونکہ وہ اس معاملے میں دیانتداری اور ذمہ داری سے کام لیتے تھے۔ مشہور تاریخ نویس المقدسی تحریر کرتا ہے کہ شام اور مصر میں زیادہ تر یہودی بینکار تھے۔ نویں صدی میں چاندی کے درہم تبدیل ہوئے اور اس کے بجائے بینکاری میں سونے کے سکوں کا استعمال شروع ہوا۔ بینک ایک دینار پر ایک درہم بطور کمیشن اور سروس چارجز کے وصول کرتا۔ "سفتجہ" کے ذریعے رقوم دیگر ممالک میں بھیجی جاتی تھیں۔ مالیہ اور ریونیو بغداد سفاتج کے ذریعے بھیجا جاتا تھا۔ ہندوستان میں ہندو بنیا صراف کا کام کرتا اور سود پر رقم دیتا۔ سود در سود سے قرض خواہوں کی مالی حالت اور زیادہ بدتر ہو جاتی۔

یہی وہ وجوہ ہیں جن کی بناء پر دین فطرت اسلام نے سود کی حرمت میں اس قدر شدت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیاں اسوہ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین ...!

بشکریہ محدث لاہور

ڈیکلریشن کے انتظار کی وجہ سے پرچہ بھیجنے میں تاخیر پر معذرت چاہتے ہیں انشاء اللہ آئندہ کے لئے شمسی کلینڈر کے اعتبار سے ہر مہینہ کے پہلے ہفتے میں پرچہ ڈاک کے حوالہ کیا جائے گا۔

آہ! حکیم محمد صادق مرحوم

دارالعلوم حقانیہ کے نامور فاضل شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کے جانثار شاگرد اور جامعہ عثمانیہ پشاور کے دیرینہ خادم و رکن مجلس شوری حضرت مولانا حکیم محمد صادق مرحوم 9 دسمبر 1994ء کو اکیسڈنٹ کے ایک حادثہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ موصوف علاقہ کی ہر دلعزیز شخصیت رہے ملنساری، خوش اخلاقی، ایثار و محبت اور جذبہ خدمت کی وجہ سے عوام و خواص میں بھی ان کی بڑی پذیرائی تھی۔ 1970ء میں درس نظامی سے فراغت کے بعد فن طب سے وابستہ رہے۔ تاہم مادر علمی درارالعلوم حقانیہ اور علمی حلقوں سے تعلقات پر کوئی آنچ نہ آنے دیا حضرت شیخ کے شیدائیوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا جب کسی محفل میں آپ کا ذکر خیر ہوتا تو خوشی سے اچھل پڑتے حضرت شیخ کے گھرانے اور حقانی برادری سے وابستگی پر فخر کرتے تھے۔ جامعہ عثمانیہ پشاور کی تاسیس میں آپ کے قیمتی مشوروں کا بڑا دخل رہا العصر کے اجراء کا سن کر فرمایا خریداروں میں پہلا نام میرا ہو گا۔ ہائے افسوس! کیا معلوم ؟ کہ خریداروں کی جگہ "بزم رفتگان" میں پہلا نمبر آپ کو ملا اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور موصوف کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ان اللہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شی عندہ باجل مسمی۔

بقیہ از عذاب قبر صـ ۲۶

شروع ہوئی۔ لہذا یہ میرے ساتھ ظلم ہے دونوں آپس میں کہتے ہیں کہ جرم بھی ایک ہے سزا بھی ایک جیسی اس لئے دونوں اب سزا کو کاٹیں گے یہی حالت برزخ کی زندگی میں تمام کفار کی ہے۔

مولانا ذاکر حسن نعمانی

اخبار الجامعہ

26 نومبر 1994ء مطابق 24 جمادی ثانی 1415ھ کو جامعہ عثمانیہ کی مجلس شوری کا تیسرا سالانہ اجلاس ہوا جس میں روالپنڈی ، ہزارہ ، مردان ، نوشہرہ اور پشاور کے اراکین شوری شریک ہوئے اجلاس کی صدرات پشاور یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ کے سابق چیئرمین ڈاکٹر میاں سعید اللہ جان نے کی مولانا قاری محمد عمر علی صاحب مہتمم جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ کی تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ جامعہ کے ناظم تعلیمات مولانا عزیز الرحمان صاحب نے تعلیمی کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی آپ نے داخلہ کے طریقہ کار ، نظام اوقات مراحل امتحان اور طلباء کی نصابی و غیرنصابی سرگرمیوں کی وضاحت کی۔ جبکہ مفتی عبدالولی ناظم اعلی جامعہ نے مالیاتی امور ، جامعہ کے نظام آمد وخرچ اور طلباء کی اصلاح و تربیت کی تفصیلی رپورٹ پیش کی مفتی غلام الرحمان مہتمم جامعہ نے اراکین شوریٰ کو خوش آمدید کہہ کر ان کا شکریہ ادا کیا سال گذشتہ کی آمد و خرچ پر مجلس معائنہ کی رپورٹ سناتے ہوئے کہا کہ اشیاء خوردو نوش اور بجلی کی قیمتوں میں کمر توڑ مہنگائی کی وجہ سے سالرواں کا بجٹ تخمینہ سے متجاوز رہا آپ نے جامعہ کے توسیعی منصوبے کے پہلے قدم کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ پشاور سے مشرقی جانب بڈھنی روڈ پر 24 کنال کی قطعہ اراضی خریدی گئی ہے جس میں چار لاکھ کی خطیر رقم بطور قرض واجب الادا ہے مجلس شوریٰ کے سامنے ایک گھنٹہ کے تفصیلی خطاب کے بعد اراکین شوریٰ نے جامعہ کی تعلیمی اصلاح اور تربیتی سرگرمیوں کو سراہا اور نظام آمد و خرچ پر پورے اطمینان کا اظہار کر کے مجلس معائنہ کی رپورٹ سے اتفاق کیا۔ شوریٰ نے جگہ اور وسائل کی قلت مد نظر رکھتے ہوئے آئندہ تعلیمی سال سے ساٹھ کی جگہ ستر طلباء رکھنے کی اجازت دی۔ یوں طلباء کی تعداد میں 1/6 حصہ کا اضافہ ہوا۔ نیز آئندہ جنوری 1995ء سے ماھنامہ جریدہ مجلہ العصر کے اجراء کی منظوری دی گئی۔ مجلس شوریٰ نے زمین کی خریداری کی منظوری دیتے ہوئے قرض کے نا قابل تحمل بوجھ کی ادائیگی کے لئے رب کائنات سے دعا کی۔ سال گذشتہ و رواں

Scanned with CamScanner

کے بجٹ پر اطمینان کا اظہار کر کے آئندہ سے تعلیمی سال سوئم 16 - 1415ء کے مجوزہ تخمینی بجٹ کی منظوری دی اور حلقہ خیر خواہاں سے اپیل کی کہ سال رواں کے قرض اور آئندہ سال کے مجوزہ بجٹ کیلئے دل کھول کر تعاون کریں کیونکہ یہ منصوبے محض اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر اعتماد کر کے پیش کئے جاتے ہیں ورنہ جامعہ کے پاس کوئی فنڈ نہیں بلکہ پہلے سے مقروض چلا آ رہا ہے حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب دیروی کے دعائیہ کلمات سے اجلاس ختم ہوا۔

مدات خرچ	بجٹ سال رواں	مجوزہ تخمینی بجٹ برائے تعلیمی سال سوئم 16
بجلی	25131	29319
تنخواہ	143971	167966
تعمیرات	219190	255721
ڈاک	5043	5883
ضیافت	2037	5000
مطبخ	121065	150000
متفرقات	12061	14071
خریداری کتب	15692	18307
سٹیشنری	21730	25351
ٹیلیفون	5696	10000
العصر	X X X	60000
وفاق	X X X X	2000
مجموعہ	5,71,616	7,43,618